SHABANA PERVEEN
Asst. Professor, Dept. of URDU
Vaishali Mahila College, Hajipur (B.B.A, Bihar University, Muzaffarpur)

B.A (H) Part I,PAPER -II

TOPIC: NAZM FARMANE KHUDA: IQBAL

نظم فرمان خدا: محمد اقبال

اقبالؔ اردو کے پہلے شاعر ہیں جنھوں نے شاعری کو زندگی کا علمبردار قرار دیا اور شاعری کو زندگی سے قریب لانے کی کوشش کی۔ ان کا کلام انکے دل ودماغ کی غیر معمولی اور لازوال قوتوں کا آئینہ دار ہے وہ شاعر حیات ہے، خودی کا راز دار ہے، خدا کا ترجمان ہے۔ بنی نوع انسان کی عظمت کا منبع ہے۔ اخوت کی جہانگیری اور محبت کی فراوانی کا علمبردار ہے۔ امتیاز رنگ ونسل کو مٹانے والا، حدود وطن کو لامحدود بنانے والا ملت کی شیرازہ بندی کرنے والا، مستقبل کا پیغام سنانے والا الحکیم الامت اور شاعر مشرق ہے۔

''بال جبریل'' علامہ اقبالؔ کا ایک شاہکار ہے۔ یہ قدیم اور جدید طرز کی شاعری کا حسین سنگم ہے۔ اسمیں تغزل اور تصوف بھی ہے اور فلسفیانہ اور سیاسی نظمیں بھی ہیں۔ اس میں اقبال نے نہایت واضح طور پر سرمایہ داری کی مذمت کی ہے اور غریبوں مزدوروں کا راگ الاپا ہے۔

نظم بال جبریل ''لینن خدا کے حضور میں'' اور ''فرشتوں کا گیت'' کے ساتھ مل کر ایک مکمل کیفیت کا احساس دلاتی ہے۔ باالفاظ دیگر نظم فرماں خدا اس سلسلے کی ایک کڑی ہے جس میں دیگر دو نظمیں ''لینن خدا کے حضور میں'' اور ''فرشتوں کا گیت'' شامل ہیں۔ یہ نظم منظر کشی سے شروع ہوتی ہے۔ اقبال نے اپنی قوت مشاہدہ اور جمالیاتی احساس کی مدد سے اپنی شاعری میں ایسی ایسی تصویریں پیش کی ہیں جو آج بھی اردو کی منظریہ شاعری کا شاہکار سمجھی جاتی ہیں۔ اس نظم میں خدا اور لینن اور اس کے مابین ایک تصوراتی پیکر ابھرتا ہے جو کافی اہم ہے۔ یہاں انسان خدا اور فرشتے تمام کی شبیہہ سامنے آجاتی ہے۔ مذکورہ پس منظر میں نظم ''فرمان خدا'' کی معنویت پوری طرح روشن ہوتی ہے۔

اقبال کی نظم ''فرمان خدا'' ''لینن خدا کے حضور میں'' اور ''فرشتوں کے گیت''۔ ایک سلسلے کی کڑی کے طور پر لکھی گئی ہے اور موضوع وساخت کے اعتبار سے بھی یہ نظمیں ایک ہی سلسلے کی کہے جانے کی مستحق ہیں اور پیش نظر نظم فرمان خدا تیسری اور آخری کڑی ہے۔ تینوں نظمیں ساتھ مل کر ایک مکمل کیفیت کا احساس دلاتی ہے۔ اقبال نے ایسی بہت ساری کامیاب نظمیں لکھی ہیں۔ اقبال کا کمال یہ ہے کہ انھوں نے تینوں نظموں کے لہجے میں نظموں کی نوعیت کے اعتبار سے فرق قائم رکھا ہے۔ لینن کا انداز اعتراف حقیقت کا ہے، اس لئے اس کے لہجے میں کچھ عاجزی وانکساری کے ساتھ فریاد کا رنگ بھی ہے۔ اس نے بارگاہ ایزدی میں ایک نکتہ پیش کیا ہے کہ

تو قادر وعادل ہے مگر تیرے جہاں میں　　　ہیں تلخ بہت بندہ مزدور کے اوقات

فرشتوں نے لینن کے اس بیان کو اپنے گیت میں قدرے تفصیل سے پیش کرتے ہوئے بارگاہ الٰہی کو اپنی دیکھی ہوئی کیفیت و حالت سے باخبر کیا ہے اور کہا کہ اے خداوند قدوس لینن کی فریاد صحیح ہے۔ اس نے جو کچھ عرض کیا ہے، وہ حرف بحرف درست ہے۔ سرمایہ

داروں نے تیرے بندوں کو غلام بنا رکھا ہے۔غریب اور مزدور مارے مارے پھر رہے ہیں۔انہیں آرام بھی کرنے کا کوئی ٹھکانہ نہیں ہے۔ جبکہ سرمایہ دار اپنے اونچے،اونچے محلوں میں بےفکر عیش وعشرت کی زندگی بسر کررہے ہیں۔اشعار ملاحظہ کیجئے

خلق خدا کی گھات میں رندو فقیہ میرو پیر
تیرے جہاں میں ہے وہی گردش صبح و شام ابھی

تیرہ ے امیر مال مست، تیرے فقیر حال مست
بندہے کوچہ گرد ابھی ، خواجہ بلند بام ابھی

یہ سنکر خدا نے فرشتوں کا فرمان جاری کیا اور اسی فرمان کو اقبالؔ نے اشعار کا جامہ پہنایا ہے کہ

اٹھو میری دنیا کے غریبوں کو جگا دو
کاخ امراء کے درو دیوار ہلا دو

دراصل یہ فرمان پرانے نظام کی کامل شکست کا فرمان ہے۔خداوند قدوس فرشتوں کو یہ حکم دیتا ہے کہ اٹھو اور دنیا کے غریبوں اور مزدوروں کو جگادو اور سرمایہ داروں کے محل کی اینٹ سے اینٹ بجادو۔کمزور بندوں کے اندر ظلم وستم کا مقابلہ کرنے کا جذبہ پیدا کرو۔غلام قوموں کے اندر سوز یقین پیدا کردو تا کہ وہ ظالموں وجابر حکمرانوں کا تختہ پلٹ کر رکھ دیں۔اسکے بعد اقبال کا یہ بے مثل شعر سامنے آتا ہے

جس کھیت سے دہقاں کو میسر نہیں روزی
اس کھیت کے ہر خوشہ گندم کو جلادو

بنیادی حقیقت یہ ہے کہ ہر دہقاں اپنے محنت کے بدلے پیٹ بھرنے اور تن ڈھاکنے کا یقیناً حقدار ہے۔اگر ایسا نہیں ہوتا ہے تو ایسے کھیت کے تمام فصلوں کو جلا دینا چاہئے ایک شعر اور دیکھئے

کیوں خالق و مخلوق میں حائل رہیں پردے
پیران کلیسا کو کلیسا سے اٹھا دو

اقبال اشتراکیوں کے برعکس مذہب سے بیگانہ نہیں اس کے باوجود وہ پیران کلیسا کو کلیسا سے اٹھانے کا حکم خدا کی زبان سے اس لیے دیتے ہیں کہ وہ ان گمراہ مذہبی رہنماؤں کو خالق ومخلوق کے درمیان ایک دیوار سمجھتے ہیں۔ابتدائی دو نظموں یعنی ''لینن خدا کے حضور میں'' اور فرشتوں کا گیت'' کے مقابلے میں'' فرمان خدا'' کا لہجہ فطری طور پر بلند وآہنگ ہے۔کیونکہ یہ نہ تو درخواست ہے، نہ گیت بلکہ یہ فرمانِ خدا ہے۔جس میں جلال الٰہی کا رنگ نمایاں ہے۔اقبال نے جذبات کو بڑے سلیقے سے پیش کیا ہے۔

''کنجشک فرومایہ کو شاہین سے لڑادو'' کی خوبصورت تراکیب اقبال کے فن کا ثبوت ہے۔غریبوں کی مجبوری وبےبسی کے لئے اس سے بہتر مثال شاعری میں شاید کوئی نہیں ہوسکتی تھی۔اس نظم میں زور بیان کے ساتھ ساتھ شعریت اور پیغام کا اچھا امتزاج ملتا ہے اور یہ شعر

دیکھئے

میں نا خوش و بیزار ہوں مرمر کی سلوں سے

مرے لئے مٹی کا حرم اور بنا دو

یہاں ذات باری تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہے کہ عبادت خانوں میں سنگ مرمر کی سلین لگا دینے سے کیا حاصل ہے۔ اصل مقصد تو درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو ہے۔ خلق خدا کی خدمت ہی سچی عبادت ہے۔ میں عالیشان مسجد، گرجا اور مندر سے بیزار ہو چکا ہوں مجھے تو ایسی عبادت گاہیں چاہیے، جو عوام میں سچا مذہبی جذبہ پیدا کرے اگرچہ وہ مٹی کا ہی کیوں نہ بنا ہو۔

(To be continued............)